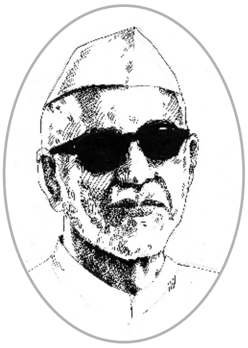

ڈاکٹر ذاکر حسین

(1897 – 1969)

ڈاکٹر ذاکر حسین حیدرآباد میں پیدا ہوئے ۔اُن کا تعلق قصبہ قائم گنج ،ضلع فرّخ آباد(اُترّ پردیش) کے ایک معزّز پٹھان خاندان سے تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم اسلامیہ اسکول، اٹاوہ (یوپی) میں ہوئی۔ وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے علی گڑھ ،الہ آباد اور جرمنی تک گئے۔ جرمنی سے انھوں نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر ذاکر حسین کی شخصیت کے کئی اہم پہلو تھے۔ وہ بیک وقت ایک صاحبِ طرز ادیب، ماہرِ تعلیم ،قومی رہنما اور سیاست داں تھے۔ وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ،علی گڑھ کے وائس چانسلر رہے۔ انھوں نے صوبہ بہار کے گورنر، نائب صدر اور صدرِ جمہوریۂ ہند کی حیثیت سے ملک وقوم کی غیر معمولی خدمات انجام دیں۔

ذاکر صاحب کا ادبی سفر دنیا کی چند اہم کتابوں کے ترجموں سے شروع ہوا۔ ان ترجموں میں مشہور فلسفی افلاطون کی کتاب ’’ریاست‘‘ اور اڈون کینن کی ’’ سیاسی اقتصادیات‘‘ وغیرہ شامل ہیں۔ انھوں نے جرمنی زبان میں گاندھی جی پر ایک کتاب لکھی۔ بچّوں کی تعلیم وتربیت اور بچّوں کے ادب سے انھیں خصوصی دلچسپی تھی۔ انھوں نے بچّوں کے لیے متعدد مضامین اور کہانیاں لکھیں۔ ’’ابّو خاں کی بکری‘‘، ’’لومڑی کی چالاکی‘‘، ’’مور کا حسن‘‘، ’’اونٹ کا ضبط‘‘ اور ’’گھوڑے کی نرمی‘‘ وغیرہ ان کی مشہور کہانیاں ہیں۔

احسان کا بدلہ احسان

بہت دنوں کا ذکر ہے جب ہر جگہ نیک لوگ بستے تھے اور دغا فریب بہت ہی کم تھا۔ ہندو مسلمان ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرتا تھا اور جو جس کا حق ہوتا تھا، اُسے مل جایا کرتا تھا۔ اُن دنوں ایک شہر تھا: عادِل آباد۔ اس عادل آباد میں ایک بہت دولت مند دُکان دار تھا۔ دوُر دوُر کے ملکوں سے اُس کا لین دین تھا۔ اُس کے پاس ایک گھوڑا تھا جو اُس نے بہت دام دے کر ایک عرب سے خریدا تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ دکان دار تجارت کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ بے خیالی میں شہر سے بہت دور نکل گیا اور ایک جنگل میں جا نکلا۔ ابھی یہ اپنی دُھن میں آگے جا ہی رہا تھا کہ پیچھے سے چھے آدمیوں نے اُس پر حملہ کر دیا۔ اُس نے اُن

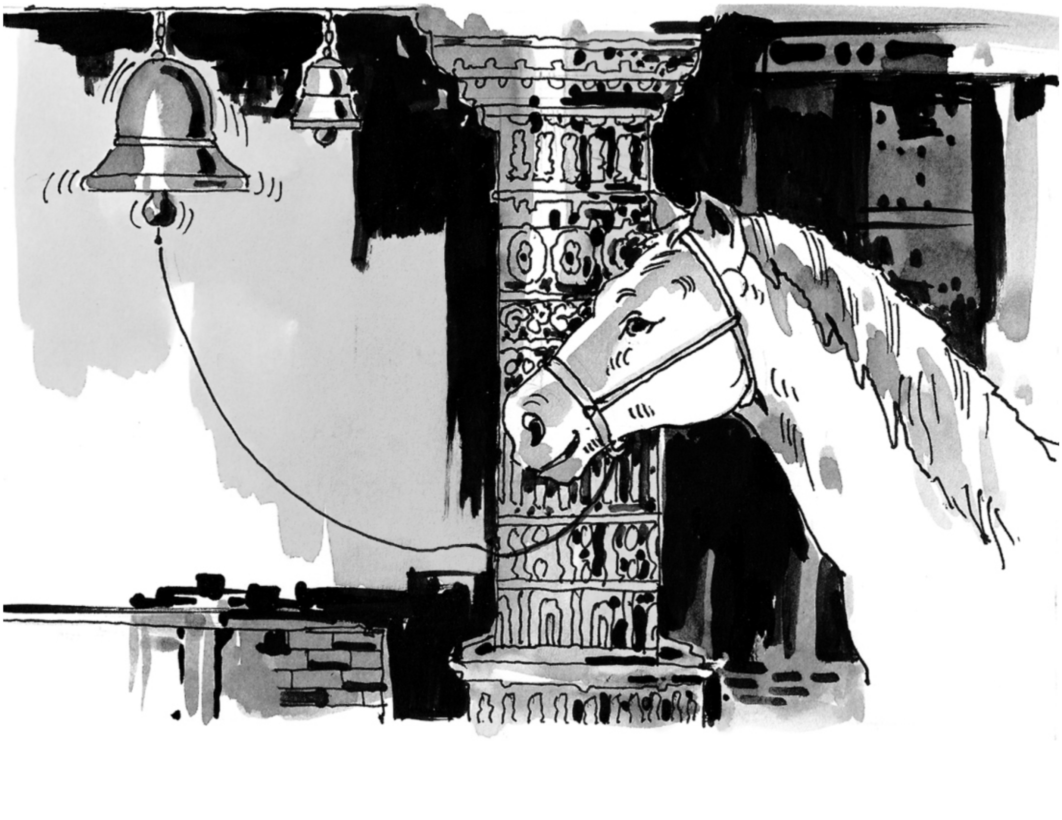

کے دو ایک وار تو خالی دیے، لیکن جب دیکھا کہ وہ چھے ہیں تو سوچا کہ اچھا یہی ہے کہ اِن سے بچ کر نکل چلوں۔ اُس نے گھوڑے کو گھر کی طرف پھیرا، لیکن ڈاکوؤں نے بھی اپنے گھوڑے پیچھے ڈال دیے۔ اب تو عجیب حال تھا۔ سارا جنگل گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہا تھا۔ سچ یہ ہے کہ دکان دار کے گھوڑے نے اُسی دن اپنے دام وصول کرا دیے۔ کچھ دیر بعد ڈاکوؤں کے گھوڑے پیچھے رہ گئے۔ گھوڑا دکان دار کی جان بچا کر اُسے گھر لے آیا۔

اس روز گھوڑے نے اِتنا زور لگایا کہ اُس کی ٹانگیں بے کار ہو گئیں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ دنوں بعد غریب کی آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ لیکن دُکان دار کو اپنے وفادار گھوڑے کا احسان یاد تھا۔ چناں چہ اس نے سائیس کو حُکم دیا کہ جب تک گھوڑا جیتا رہے، اُس کو روز صبح و شام چھے سیر دانہ دیا جائے اور اُس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔

لیکن سائیس نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ وہ روز بروز گھوڑے کا دانہ کم کرتا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ایک روز اُسے اَپاہج اور اندھا سمجھ کر اصطَبل سے نکال دیا۔ بے چارہ گھوڑا رات بھر بھوکا پیاسا، بارش اور طوفان میں باہر کھڑا رہا۔ جب صبح ہوئی تو جوں توں کر کے وہاں سے چل دیا۔

اِسی شہر عادل آباد میں ایک بڑی مسجد تھی اور ایک بڑا مندر۔ اُن میں نیک ہندو اور مسلمان آ کر اپنے اپنے ڈھنگ سے عبادت کرتے اور خدا کو یاد کرتے تھے۔ مندر اور مسجد کے بیچ ایک بہت اونچا مکان تھا اُس کے بیچ میں ایک بڑا سا کمرا تھا۔ کمرے میں ایک بہت بڑا گھنٹا لٹکا ہوا تھا اور اس میں ایک لمبی سی رسّی بندھی ہوئی تھی۔ اُس گھر کا دروازہ دن رات کھُلا رہتا۔ شہر عادل آباد میں جب کوئی کسی پر ظلم کرتا یا کسی کا مال دَبا لیتا یا کسی کا حق مار لیتا تو وہ اُس گھر میں جاتا، رسّی پکڑ کر کھینچتا۔ یہ گھنٹا اِس زور سے بجتا کہ سارے شہر کو خبر ہو جاتی۔ گھنٹے کے بجتے ہی شہر کے سچّے، نیک دل ہندو مسلمان وہاں آ جاتے اور فریادی کی فریاد سُن کر انصاف کرتے۔ اتفاق کی بات کہ اندھا گھوڑا بھی صبح ہوتے ہوتے اُس گھر کے دروازے پر جا پہنچا۔ دروازے پر کچھ روک ٹوک تو تھی نہیں، گھوڑا سیدھا گھر میں گھُس گیا۔ بیچ میں رسّی تھی۔ یہ غریب مارے بھوک کے ہر چیز پر منھ چلاتا تھا، رسّی جو اُس کے بدن سے لگی تو وہ اُسی کو چبانے لگا۔ رسی جو ذرا کھنچی تو گھنٹا بجا۔ مسلمان مسجد میں نماز کے لیے جمع تھے۔ پُجاری مندر میں پوجا کر رہے تھے۔ گھنٹا جو بجا تو سب چونک پڑے اور اپنی اپنی عبادت ختم کر کے اُس گھر میں آن کر جمع ہو گئے۔ شہر کے پنچ بھی آ گئے۔ پنچوں نے پوچھا: ''یہ اندھا گھوڑا کس کا ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ فلاں تاجر کا ہے۔ اِس گھوڑے نے تاجر کی جان بچائی تھی۔'' پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ تاجر نے اُسے نکال باہر کیا ہے۔ پنچوں نے تاجر کو بُلوایا۔ ایک طرف اندھا گھوڑا تھا، اس کی زبان نہ تھی جو شکایت کرتا۔ دوسری طرف تاجر کھڑا تھا، شرم کے مارے اُس کی آنکھیں جھُکی

تھیں۔ پنچوں نے کہا: ''تم نے اچھا نہیں کیا —— اس گھوڑے نے تمھاری جان بچائی اور تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ تم آدمی ہو، یہ جانور ہے آدمی سے اچھا تو جانور ہی ہے۔ ہمارے شہر میں ایسا نہیں ہوتا۔ ہر ایک کو اُس کا حق ملتا ہے اور احسان کا بدلہ احسان سمجھا جاتا ہے۔''

تاجر کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ بڑھ کر اُس نے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا۔ اُس کا منہ چوما اور کہا: ''میرا قصور معاف کر۔'' یہ کہہ کر اُس نے وفادار گھوڑے کو ساتھ لیا اور گھر لے آیا۔ پھر اُس کے لیے ہر طرح کے آرام کا انتظام کر دیا۔

(ڈاکٹر ذاکر حسین)

مشق

- معنی یاد کیجیے:

فریب	:	دھوکا
تجارت	:	کاروبار، بیوپار
غرض	:	مقصد، مطلب
سائیس	:	گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے والا
اپاہج	:	جسمانی طور پر بے کار، ناکارہ
اصطبل	:	جہاں گھوڑے رکھے جاتے ہیں
تاجر	:	تجارت کرنے والا، کاروباری
احسان	:	نیکی، بھلائی، اچھا سلوک

غور کیجیے:

☆ کسی کے احسان کو بھولنا نہیں چاہیے۔

☆ احسان بھولنے والے کو بعد میں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

1۔ ڈاکوؤں نے دکان دار پر کیوں حملہ کیا؟

2۔ دکان دار کو گھوڑے کے دام کس طرح وصول ہوئے؟

3۔ سائیس کے برتاؤ کی وجہ سے گھوڑے کو کیا کیا تکلیفیں اٹھانی پڑیں؟

4۔ اونچے مکان میں گھنٹا کیوں لٹکایا گیا تھا؟

5۔ گھوڑے نے گھنٹہ کس طرح بجایا؟

6۔ تاجر کا چہرہ شرم سے کیوں سرخ ہوگیا؟

نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:

وفادار	بے چارہ	حق دار	ظلم	فریادی
احسان	قصور	عبادت	تاجر	

نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو بھریے:

آنکھیں	گونج	بیچ	جانور	گھر

1۔ تم آدمی ہو، یہ.......................ہے۔

2۔ سارا جنگل گھوڑوں کی ٹاپوں سے.......................رہا تھا۔

3۔ اس نے وفادار گھوڑے کو ساتھ لیا اور.................لے آیا۔

4۔ کچھ دنوں بعد غریب کی .... جاتی رہیں۔

5۔ مندر اور مسجد کے .... میں ایک اونچا مکان تھا۔

- ## نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے واحد اور جمع لکھیے:

احکام تاجر حقوق مکان شکایت احسانات

- ## قواعد:

☆ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔

☆ بہت دنوں کا ذکر ہے جب ہر جگہ نیک لوگ بستے تھے۔

☆ معلوم ہوا کہ تاجر نے اسے نکال باہر کیا ہے۔

☆ اوپر دیے گئے جملوں میں جن کاموں کے بارے میں بتایا جا رہا ہے وہ پہلے ہو چکے ہیں یعنی یہ گزرے ہوئے وقت کی باتیں ہیں۔ گزرے ہوئے وقت / زمانہ کو ماضی کہتے ہیں۔

- ## نیچے لکھے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

حق مارنا چہرہ شرم سے سرخ ہونا وار خالی دینا

- ## نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

وفادار نیک ظلم آرام حق

- ## عملی کام:

☆ اسم کی جگہ استعمال ہونے والے الفاظ کو ''ضمیر'' کہتے ہیں۔ مثلاً اُس، وُہ، تم، میں، ہم وغیرہ اس سبق میں سے پانچ ایسے جملے لکھیے، جن میں کسی ضمیر کا استعمال کیا گیا ہو۔